ساتواں
موضوع

5279CH07

ایک شاہی راجدھانی
وجے نگر
(تقریباً چودھویں صدی سے سولہویں صدی تک)

وجے نگر یا ''فتح کا شہر'' ایک شہر اور سلطنت دونوں کے لیے مستعمل نام ہے۔ یہ سلطنت چودھویں صدی میں قائم ہوئی تھی۔ اپنے عروج کے زمانے میں یہ شمال میں کرشنا ندی سے لے کر جزیرہ نما جنوب بعید تک پھیلی ہوئی تھی۔ 1565 میں اس شہر کو تخت وتاراج کر دیا گیا۔ اس کے بعد یہ شہر ویران ہو گیا۔ اگرچہ سترھویں اٹھارھویں صدی تک یہ پوری طرح کھنڈر میں تبدیل ہو گیا تھا۔ تاہم کرشنا، تنگ بھدرا دوآبہ کے علاقے کے لوگوں کی یادداشت میں یہ شہر زندہ رہا۔ انھوں نے اس کو ''ہمپی'' کے نام سے یاد رکھا۔ یہ نام مقامی دیوی ماں ''پمپا دیوی'' سے مشتق ہے۔ ان زبانی روایات کے ساتھ آثارِ قدیمہ کی تحقیقات، یادگاروں اور کتبات نیز دیگر دستاویزات نے دانشوروں کو وجے نگر سلطنت کو ازسرِ نو دریافت کرنے میں مدد کی۔

شکل 7.1
وجے نگر شہر کے چاروں طرف تعمیر کی گئی پتھر کی دیوار کا ایک حصّہ

© NCERT not to be republished

1۔ ہمپی کی دریافت

ہمپی کے کھنڈرات 1800 عیسوی میں ایک انجینئر اور عہدِ عتیق کے عالم کرنل کولن میکنزی کے ذریعہ منظرِ عام پر آئے۔ میکنزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم تھے۔ انھوں نے اس مقام کا سب سے پہلے سروے پر مبنی نقشہ تیار کیا۔ ان کو حاصل زیادہ تر ابتدائی معلومات ویروپکشا مندر اور پمپا دیوی کی عبادت کے پروہتوں کی یادداشتوں پر مبنی تھیں۔ 1856 کے بعد سے فوٹوگرافروں نے یادگاروں کو ریکارڈ کیا جس کی وجہ سے دانشور اس کا مطالعہ کرنے کے قابل ہوئے۔ 1836 سے ہی ماہرینِ کتبات نے یہاں سے اور ہمپی کے دیگر مندروں سے کئی درجن کتبات تلاش کرنے اور جمع کرنے شروع کیے۔ اس شہر اور سلطنت کی تاریخ کو ازسرِ نو تحریر کرنے کی کوشش میں مؤرخین نے ان ماخذ کا غیر ملکی سیّاحوں کے سفرناموں اور تیلگو، کنڑ، تمل اور سنسکرت ادب میں تحریر اطلاعات سے موازنہ کرنے کی کوشش کی۔

ماخذ 1

کولن میکنزی

کولن میکنزی کی پیدائش 1754 میں ہوئی تھی جو ایک انجینیئر، سرویئر (امینِ پیمائش) اور کارٹوگرافر (نقشہ نگار) کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ 1815 میں ان کو ہندوستان کا پہلا سرویئر جنرل مقرر کیا گیا۔ وہ اپنی موت (1821) تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ہندوستان کے ماضی کو بہتر طریقے سے سمجھنے اور نوآبادی کے انتظام کو آسان بنانے کے لیے وہ مقامی تاریخوں کو جمع کرنے اور تاریخی مقامات کا سروے کرنے کی مہم میں مشغول ہوئے۔ اس نے کہا کہ ''برطانوی حکومت کے زیر اثر آنے سے پہلے جنوب خراب انتظامات کے سبب طویل عرصے تک بدحالی سے باہر نکلنے کے لیے کوشاں رہا۔ وجے نگر کے مطالعے سے میکنزی کو یہ یقین ہو گیا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی مقامی لوگوں کے مختلف قبیلے جو اس زمانے میں بھی عام عوام کی آبادی کو تشکیل کرتے ہیں، کو اب بھی غالب طور پر متاثر کرنے والے ان میں سے بہت سے ادارے، قوانین اور رسم و رواج کے متعلق بہت سی فائدہ مند معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

شکل 7.2
میکنزی اپنے معاونین کے ساتھ،
یہ تصویر کسی نامعلوم آرٹسٹ کے ذریعہ بنائی گئی ہے جو مصور تھامس ہکی کی آئل پینٹنگ کی نقل ہے۔ یہ تصویر تقریباً 1825 کی ہے۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف برٹین اینڈ آئرلینڈ کے ذخیرہ سے متعلق ہے۔ میکنزی کی بائیں طرف ان کا چپراسی کستناجی دوربین تھامے ہوئے، ان کے دائیں جانب ان کے معاونین، برہمنا ہے ایک جین پنڈت (دائیں) اور اس کے پیچھے تیلگو برہمن کو ویلری وینکٹ لچھیا موجود ہے۔

⇦ میکنزی اور ان کے دیسی اطلاعات فراہم کرنے والوں کو آرٹسٹ نے کس طرح دکھایا ہے؟ اس کی اطلاعات فراہم کرنے والوں کے ضمن میں دیکھنے والوں کو کس طرح کے خیالات سے متاثر کرنے کی کوشش کی گئی ہے؟

2. رائے، نایک اور سلطان

روایات اور کتباتی شہادت کے مطابق 1336 میں وجے نگر سلطنت کی بنیاد دو بھائیوں ہری ہر اور بکّا نے ڈالی تھی۔ تبدیل پذیر سرحدوں کے اندر یہ سلطنت مختلف زبانیں بولنے اور مختلف مذہبی روایات پر عمل کرنے والے لوگوں پر مشتمل تھی۔

اپنی شمالی سرحدوں پر وجے نگر حکمرانوں نے اپنے ہم عصر راجاؤں، جن میں دکن کے سلطان اور اڑیسہ کے گجپتی حکمراں بھی شامل تھے، زرخیز دریائی وادیوں اور نفع بخش سمندر پار تجارت سے پیدا وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے مقابلہ آرائی کی۔ ساتھ ہی ساتھ ریاستوں کے ساتھ تفاعل سے، خیالات و تصوّرات کی حصہ داری سے خاص طور پر فنِ تعمیر کا اِرتقا ہوا۔ وجے نگر کے حکمرانوں نے تصورات اور تعمیراتی تکنیکوں کو اخذ کیا جس کو انھوں نے مزید فروغ دیا۔

کرناٹک سامراجیہ مو

اگرچہ مؤرخین ''وجے نگر سلطنت'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، معاصروں نے اسے ''کرناٹک سامراجیہ مو'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔

© NCERT not to be republished

شکل 7.3
تنجاور کے گوپورم یا برہادیشور مندر کا صدر دروازہ

© NCERT not to be republished

اس سلطنت کے اندر شامل کئی علاقوں نے پہلے طاقتور ریاستوں جیسے تمل ناڈو میں چولاؤں اور کرناٹک میں برسوں کی ریاستوں کا ارتقا دیکھا تھا۔ ان علاقوں کے اعلیٰ حکمراں طبقے نے محنت ودیدہ ریزی سے تعمیر مندروں جیسے تھنجاور کا برہادیشور مندر اور بیلور کا چینّا کیشو مندر کی بڑے پیمانے پر سرپرستی کی۔ وجے نگر کے حکمراں جو خود کو رائے پکارتے تھے، نے ان روایات کو تعمیر کیا اور آگے بڑھایا۔ اور جیسا کہ ہم دیکھیں گے انھوں نے واقعی ان کو نئی اونچائیوں تک پہنچایا۔

2.1 راجا اور تاجر

جیسا کہ اس عہد کے دوران جنگیں مؤثر گھوڑسوار فوج پر منحصر تھیں۔ اس لیے حریف ریاستوں کے لیے عرب اور وسطی ایشیا سے گھوڑوں کی درآمد بہت اہمیت رکھتی تھی۔ یہ تجارت ابتدائی دور میں عربوں کے کنٹرول میں تھی۔ تاجروں کی مقامی جماعتیں جو ''کودی رئی، چیٹّی'' یا گھوڑوں کے تاجر کے نام سے معروف تھیں، اس مبادلۂ تجارت میں حصہ لیتی تھیں۔ 1498 سے کچھ دیگر کردار اس منظر نامے پر ظہور پذیر ہوئے، یہ پرتگالی تھے جو برّصغیر کے مغربی ساحل پر پہنچے اور تجارتی وفوجی مراکز قائم کرنے کی کوشش کی۔ ان کی برتر فوجی تکنیک خاص طور پر دستی بندوقوں کے استعمال نے انھیں اس عہد کی پیچیدہ سیاست میں ایک اہم کھلاڑی بنادیا۔

واقعتاً وجے نگر بھی مسالوں، کپڑوں اور قیمتی پتھروں کے اپنے بازاروں کے لیے مشہور تھا۔ ایسے شہروں میں تجارت اکثر معیار کا مظہر مانی جاتی تھی۔ یہاں کے دولت مند عوام انتہائی قیمتی

ہاتھی، گھوڑے اور افراد

گجپتی کے لغوی معنیٰ 'ہاتھیوں کے مالک' کے ہیں۔ پندرھویں صدی میں اڑیسہ کے طاقتور حکمراں نسل کا یہی نام تھا۔ وجے نگر کی معروف روایات میں دکن کے سلطان کو ''اشوپتی'' یا 'گھوڑوں کا مالک' کی اصطلاح دی گئی اور رائے کو ''نرپتی''، یعنی 'لوگوں کے مالک' کی اصطلاح سے پکارا گیا تھا۔

غیرملکی اشیا کا مطالبہ کرتے تھے خاص طور پر قیمتی پتھر اور زیورات کا۔ تجارت سے حاصل مال گزاری ریاست کی خوشحالی میں اہم طور پر معاون ثابت ہوتی تھی۔

2.2 سلطنت کا عروج اور زوال

سیاسی سطح پر اقتدار کے دعوے داروں میں حکمراں نسل اور ساتھ ہی فوجی کمانڈر شامل ہوتے تھے۔ پہلا شاہی خاندان ''سنگم شاہی خاندان'' کے نام سے معروف تھا، اس نے 1485 تک اپنا دبدبہ بنائے رکھا۔ انھیں سلواؤں (Saluvas) نے اکھاڑ پھینکا جو فوجی کمانڈر تھے اور 1503 تک ان کا اقتدار رہا۔ پھر ان کی جگہ تلواؤں (Tuluvas) نے لے لی۔ کرشن دیورائے تلوا شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

کرشن دیورائے کے دور حکمرانی کی خاصیت اس کی سلطنت کی وسعت اور استحکام تھا۔ اس کے عہد میں تنگ بھدرا اور کرشنا ندیوں کے بیچ کے علاقے (رائچور دوآبہ-1512) کو حاصل کر لیا گیا۔ اس نے اُڑیسہ کے حکمرانوں کو مغلوب کیا (1514) اور بیجاپور کے سلاطین کو کراری شکست دی (1520)۔ اگرچہ ریاست ہمیشہ فوجی اعتبار سے مستعد و تیار رہتی تھی۔ ان غیر متوازی حالات میں بھی ریاست میں امن وسکون اور خوشحالی رہی۔ کچھ بہت خوبصورت مندروں کی تعمیر اور جنوبی ہند کے بہت سے اہم مندروں میں مؤثر و دلنشین گوپورموں (صدر دروازوں) سے مربوط کرنے کا شرف کرشن دیورائے کو حاصل ہے۔ اس نے اپنی والدہ کے نام پر وجے نگر کے قریب ناگل پورم نامی قصباتی حلقے کی آبادی بھی قائم کی تھی۔ وجے نگر کے تعلق سے سب سے زیادہ تفصیلی تذکرہ کرشن دیورائے کے یا اس کے فوراً بعد کے زمانے سے ملتا ہے۔

کرشن دیورائے کی 1529 میں موت کے بعد شاہی ڈھانچے میں تناؤ پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اس کے جانشینوں کے سامنے باغی نائیکوں یا فوجی سرداروں نے پریشانی پیدا کرنی شروع کر دی تھی۔ 1542 تک مرکز پر کنٹرول ایک دیگر حکمراں نسل اراویڈو کی طرف منتقل ہو گیا جو سترھویں صدی کے اختتام تک برسرِ اقتدار رہے تھے۔ پہلے کی ہی طرح اس عہد میں بھی وجے نگر کے حکمرانوں اور دکن کے سلاطین کی فوجی حوصلہ مندی کے نتیجے میں صف بندی بدلتی رہی۔ آخرکار یہ حالات وجے نگر کے خلاف دکن کے سلاطین کے درمیان اتحاد کا سبب بنے۔ 1565 میں وجے نگر کے وزیراعظم رام رائے کی قیادت میں راکشسی تانگاڑی (تالی کوٹا کے نام سے بھی معروف) کے میدان جنگ میں بیجاپور، احمد نگر اور گولکنڈہ کی مشترکہ فوجوں کے ہاتھوں وجے نگر کی شکست ہوئی۔ فاتح فوجوں نے وجے نگر شہر کو تخت و تاراج

ماخذ 2

راجا اور تاجر

وجے نگر کے سب سے مشہور حکمراں کرشن دیورائے (دور حکومت 29-1509) نے نظام حکومت کے متعلق تیلگو زبان میں ''امکتا ملائدا'' نامی ایک کتاب تحریر کی تھی۔ تاجروں کے متعلق وہ لکھتا ہے:

ایک راجا کو اپنی بندرگاہوں کو بہتر بنانا چاہیے اور تجارت کو اس طرح بڑھاوا دینا چاہیے کہ گھوڑوں، ہاتھیوں، قیمتی جواہرات، صندل کی لکڑی، موتیوں اور دیگر اشیاء کو آزادی کے ساتھ درآمد کیا جا سکے..........اسے ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ غیرملکی جہاز والوں کو جنھیں طوفانوں، بیماری اور تھکن کی وجہ سے یہاں لنگر انداز ہونا پڑتا ہے، کی مناسب انداز میں دیکھ بھال کی جا سکے.......دور دراز کے غیرملکی تاجروں جو ہاتھیوں اور عمدہ گھوڑوں کی درآمد کرتے ہیں، سے روزانہ کی رسمی ملاقات کر کے، تحفے دے کر اور مناسب منافع کی منظوری دے کر خود کو وابستہ کرنا چاہیے۔ ایسا کرنے کے بعد یہ اشیا کبھی بھی تمہارے دشمنوں کے ہاتھوں میں نہیں پہنچیں گی۔

آپ کے خیال میں راجا تجارت کو بڑھاوا دینے کے لیے خواہش مند کیوں تھا؟ اس طرح کے لین دین سے کن گروہوں کو فائدہ پہنچتا ہوگا؟

© NCERT not to be republished

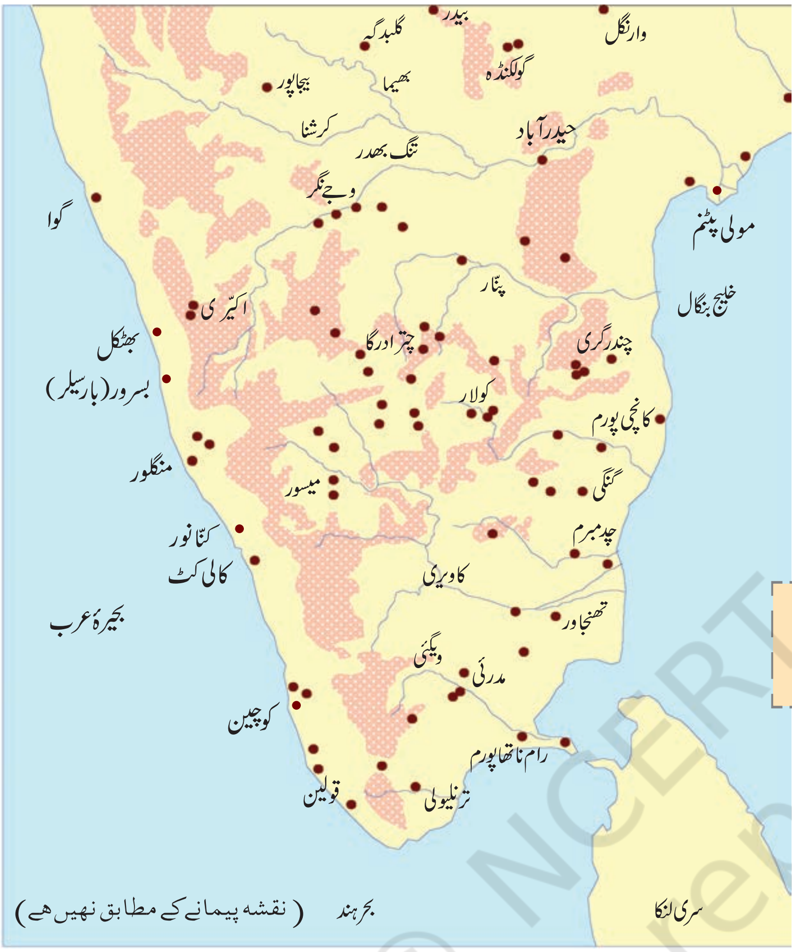

نقشہ 1
جنوبی ہندوستان
تقریباً چودھویں-اٹھارھویں صدی

⊃ جدید عہد کی ریاستوں کی شناخت کیجیے جو وجے نگر سلطنت کی تشکیل کرتی تھیں۔

کر دیا۔ کچھ برسوں کے اندر ہی یہ شہر پوری طرح اجڑ (ختم) گیا۔ اب سلطنت کا مرکز مشرق کی طرف منتقل ہو گیا جہاں اراویڈو شاہی خاندان نے پینو کونڈا سے اور بعد میں چندر گیری (ترو پتی کے نزدیک) سے حکمرانی کی۔

اگر چہ وجے نگر شہر کی بربادی و تباہی کے لیے سلطانوں کی فوجیں ذمّہ دار تھیں، پھر بھی سلطانوں اور رایوں کے درمیان رشتے باوجود مذہبی اختلافات کے، ہمیشہ یا ناگزیر طور پر دشمنی پر محمول نہیں رہتے تھے۔ مثال کے طور پر کرشن دیو رائے نے سلطانوں میں اقتدار کے کئی دعوے داروں کو حمایت دی۔ ''یاون (Yavana) ریاست کو قائم کرنے والے'' کا خطاب اختیار کر کے فخر محسوس کیا۔ اسی طرح بیجاپور کے سلطان نے کرشن دیو رائے کی موت کے بعد جانشینی کے تنازع کو سلجھانے میں مداخلت کی تھی۔ درحقیقت وجے نگر کے راجا اور سلطنتیں دونوں ہی ایک دوسرے کے استحکام کو یقینی بنانے کی خواہش مند تھیں۔ رام رائے کی جوکھم بھری پالیسی تھی جو ایک سلطان کو دوسرے سلطان کے خلاف کرنے کی کوشش تھی۔ جس نے سلطانوں کو متحد کرنے کے لیے رہنمائی کی اور انھوں نے اسے فیصلہ کن شکست دے دی۔

یاون (Yavana) سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کا استعمال یونانیوں اور شمال مغرب کی طرف سے برّصغیر ہند میں آنے والے دیگر لوگوں کے لیے کیا جاتا تھا۔

© NCERT not to be republished

2.3 رائے اور نایک

سلطنت میں طاقت کا استعمال کرنے والوں میں فوجی سردار ہوا کرتے تھے جو عموماً قلعوں پر کنٹرول رکھا کرتے تھے اور ان کے پاس ہتھیار بند مددگار ہوتے تھے۔ یہ سردار اکثر ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک حرکت پذیر رہتے تھے۔ اور کئی بار آباد ہونے کے لیے زرخیز زمین کی تلاش میں کاشت کار بھی ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ یہ سردار ''نایک'' کے نام سے معروف تھے اور عموماً تیلگو یا کنّڑ زبان بولتے تھے۔ بہت سے نایکوں نے وجے نگر کے راجاؤں کے اقتدار کو قبول کر لیا تھا لیکن یہ اکثر بغاوت کر دیا کرتے تھے اور فوجی کاروائیوں کے ذریعہ ہی انھیں مغلوب کیا جاتا تھا۔

وجے نگر سلطنت کی ایک اہم سیاسی اختراع ''امر-نایک'' نظام تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ اس نظام کی بہت سی خصوصیات دہلی سلطنت کے ''اقطاع نظام'' سے اخذ کی گئی تھیں۔

''امر-نایک'' فوجی کمانڈر ہوتے تھے جنھیں رائے کے ذریعہ فرماں روائی کے لیے عمل داریاں دی جاتی تھیں۔ وہ اس علاقے کے کسانوں، دست کاروں اور تاجروں سے ٹیکس اور دیگر محصول وصول کیا کرتے تھے۔ وہ مال گذاری کا ایک حصہ ذاتی استعمال اور گھوڑے و ہاتھیوں کے طے شدہ فوجی دستے کے رکھ رکھاؤ کے لیے اپنے پاس رکھتے تھے۔ یہ فوجی دستے وجے نگر کے حکمرانوں کو ایک مؤثر جنگی قوّت مہیا کراتے تھے جس کی وجہ سے انھوں نے پورے جنوبی جزیرہ نما کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ مال گذاری کا کچھ حصہ مندروں اور آبپاشی کے کاموں نیز رکھ رکھاؤ میں بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

امر-نایک راجا کو سالانہ خراج بھیجتے تھے اور اپنی وفاداری ظاہر کرنے کے لیے شاہی دربار میں تحائف کے ساتھ ذاتی طور پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ کبھی کبھی راجا ان پر اپنے اختیار کا مظاہرہ کرنے کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادل کر دیا کرتا تھا۔ تاہم سترھویں صدی کے دوران بہت سے نایکوں نے اپنی آزاد ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ اس کے سبب مرکزی شاہی ڈھانچہ میں دراڑ پڑنے لگی تھی۔

ایسا مانا جاتا ہے کہ لفظ ''امر'' سنسکرت لفظ ''سمر'' سے مشتق ہے جس کے معنی لڑائی یا جنگ کے ہیں۔ یہ فارسی لفظ ''امیر'' سے بھی مشابہ ہے جس کے معنی ہیں ''اعلیٰ رُتبہ کا فرد''۔

گفتگو کیجیے...

نقشہ 1 میں چندر گیری، مدورائی، اکیرّی، تھنجاور اور میسور کو نشان زد کیجیے۔ یہ سبھی نایک طاقت کے مراکز تھے۔ بحث کیجیے کہ ندیوں اور پہاڑوں نے کن معنی میں وجے نگر کے ساتھ ترسیل کو آسان بنایا یا وہ مزاحم ہوئے؟

شکل 7.4
وجے نگر کا خاکہ

3. وجے نگر: راجدھانی اور اس کے مضافات

بہت سی راجدھانیوں کی طرح وجے نگر بھی امتیازی قدرتی اور طرزِ تعمیر کے اعتبار سے خصوصیات کا حامل تھا۔

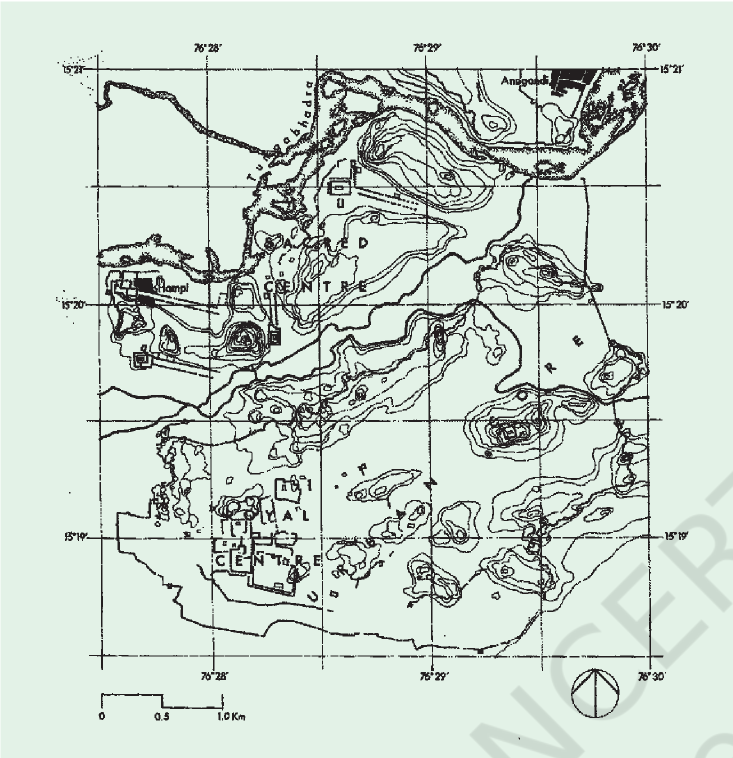

نقشے پر تین اہم خطّوں (Zones) کی شناخت کیجیے۔ درمیانی حصے کو غور سے دیکھیے۔ کیا آپ ندیوں سے جڑی پانی کی گذرگاہوں کو دیکھ سکتے ہیں؟ آپ کتنی قلعہ بند دیواروں کو تلاش کر سکتے ہیں؟ کیا مقدس مذہبی مرکز قلعہ بند تھا؟

شہر کے متعلق تحقیقاتی نتیجہ

وجے نگر کے راجاؤں اور ان کے نایکوں کے کتبات بڑی تعداد میں ملے ہیں جن میں مندروں کو دیے جانے والے عطیات کو ریکارڈ کیا گیا اور اہم واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ بہت سے سیّاحوں نے شہر کی سیر کی تھی اور اس کے متعلق لکھا ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ قابلِ ذکر تذکرے نکولو ڈی کونٹی نامی اطّالوی تاجر، فارس (ایران) کے بادشاہ کا بھیجا سفیر عبدالرزّاق اور افاناسی نکیتین نامی روسی تاجر کے ہیں۔ ان سبھی نے پندرھویں صدی میں اس شہر کی سیر کی تھی اور دوراتے باربوسا، ڈومنگو پیس اور فرناؤ نونیز یہ سبھی سولھویں صدی میں پرتگال سے آئے تھے۔

ماخذ 3

ایک بے ہنگم شہر

یہ اقتباس ڈومنگو پیس کے وجے نگر سے متعلق تذکرے سے لیا گیا ہے:

میں اس شہر کے رقبے کے بارے میں یہاں تحریر نہیں کر رہا ہوں۔ کیونکہ یہ کسی بھی ایک مقام سے پوری طرح نہیں دیکھا جا سکتا۔ میں ایک پہاڑ پر چڑھ کر اس کا ایک بڑا حصہ ہی دیکھ سکا۔ میں اس کو پوری طرح نہیں دیکھ سکتا کیونکہ یہ کئی پہاڑی سلسلوں کے درمیان واقع ہے۔ میں نے وہاں سے جو دیکھا وہ مجھے روم جتنا ہی بڑا نظر آیا جو دیکھنے میں بہت خوبصورت ہے۔ اس میں درختوں کے بہت سے جھنڈ (باغات) ہیں، مکانات کے باغیچوں میں اور بہت سی پانی کی نالیاں اس کے درمیان بہتی ہیں۔ کئی مقامات پر یہاں جھیلیں ہیں اور راجا کے محل کے قریب ہی کھجور کے درختوں کا جھنڈ (باغیچہ) ہے اور دیگر پھل دار درخت ہیں۔

کیا آپ یہ سبھی خصوصیات آج کسی شہر میں پاتے ہیں؟ آپ کے خیال میں پیس نے باغات اور آبی ذخائر کو خاص طور پر تذکرے کے لیے کیوں منتخب کیا ہے؟

© NCERT not to be republished

3.1 آبی وسائل

وجے نگر کے مقام کی سب سے زیادہ قابلِ توجہ خصوصیت تنگ بھدراندی کے ذریعہ تشکیل کیا گیا ایک قدرتی نشیبی زمین (بیسن) ہے۔تنگ بھدراندی شمال مشرق کی سمت بہتی ہے۔قُرب وجوار کے برّی مناظر نہایت عمدہ گرینائٹ کی پہاڑیوں سے لیس ہیں جوشہر کے اطراف حلقہ بناتی دکھائی دیتی ہیں۔ان ابھری ہوئی پہاڑیوں سے کئی چشمے بہہ کرندی سے ملتے ہیں۔

ان سبھی معاملات میں ان چشموں کے ساتھ باندھ بنا کر مختلف سائز کے آبی ذخیرے بنائے گئے تھے۔کیونکہ یہ جزیرہ نما کے سب سے خشک حلقوں میں سے ایک تھا۔اس لیے بارش کے پانی کو ذخیرہ کرنے اور اس کو شہر تک لانے کے لیے مناسب بندوبست کرنا ضروری تھا۔اس طرح کے حوضوں/ٹنکیوں میں سے ایک کی تعمیر پندرھویں صدی کے ابتدائی برسوں میں ہوئی تھی، جس کو اب کملا پورم آبی ذخیرہ کہا جاتا ہے۔اس حوض کے پانی سے نہ صرف قُرب وجوار کے کھیتوں کی آب پاشی کی جاتی تھی بلکہ ایک نہر کے ذریعہ ''شاہی مرکز'' تک بھی لے جایا گیا ہے۔

سب سے اہم آب رسانی کے کام کو''ہیریا نہر'' کے کھنڈرات میں دیکھا جاسکتا ہے۔اس نہر میں تنگ بھدراندی پر بنے باندھ سے پانی لایا جاتا تھا اور اس سے ''مقدس مرکز'' سے ''شہری مرکز'' کو الگ کرنے والی قابل کاشت وادی کی آبپاشی کی جاتی تھی۔اس کو غالباً سنگم شاہی خاندان کے راجاؤں نے تعمیر کروایا تھا۔

3.2 قلعہ بندیاں اور سڑکیں

قبل اس کے کہ ہم شہر کے مختلف حصوں کا تفصیلی تجزیہ کریں۔ہم ان عظیم قلعوں (مستحکم شہروں) کی دیواروں پر نظر ڈالتے ہیں جن سے ان کی گھیرا بندی کی گئی تھی۔ پندرھویں صدی میں فارس (ایران) کے حکمراں نے عبدالرزّاق کو سفیر بنا کر کالی کٹ (موجودہ کوزی کوڈ) بھیجا۔وہ اس کی قلعہ بندی سے بہت متاثر ہوا تھا، اس نے قلعوں کی سات لائنوں کا تذکرہ کیا ہے۔ان سے نہ صرف شہر بلکہ زراعتی علاقے اور جنگلات کی بھی گھیرا بندی کی گئی تھی۔سب سے باہری دیوار شہر کے اطراف کی پہاڑیوں کو آپس میں جوڑتی تھی۔یہ بھاری اور ٹھوس تعمیر ہلکی سی ڈھلواں تھی۔اس کی تعمیر میں کہیں بھی گارے یا جوڑنے والے مسالے کا استعمال نہیں کیا گیا تھا۔پتھروں کے بلاک پچّر کی شکل کے تھے جس کی وجہ سے اپنی جگہ جمے رہتے تھے اور دیواروں کا اندرونی حصہ مٹی اور ملبے کا مجموعہ تھا۔مربع اور مستطیل برج باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے۔

اس طرح کی قلعہ بندی کے متعلق سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے وسیع زراعتی زمینوں کی

ماخذ 4

آبی ذخائر (تالاب) کی تعمیر کیسے ہوئی

پیس کرشنا دیورائے کے تعمیر کردہ آبی ذخیرہ کے متعلق لکھتا ہے:

راجا نے ایک آبی ذخیرہ تعمیر کروایا........ دو پہاڑوں کے دہانے (منہ) پر واقع ہے۔اس وجہ سے کسی بھی پہاڑ کی طرف سے آنے والا سارا پانی یہاں جمع ہوجاتا ہے۔اس کے علاوہ پانی تقریباً 3 لیگ (اندازاً 15 کلومیٹر) کی دوری سے پائپوں کے ذریعہ آتا ہے جو باہری سلسلے کے نچلے حصے کے ساتھ بہتا ہے۔یہ پانی ایک جھیل سے لایا جاتا تھا جو بھر جانے پر خود ایک چھوٹی سی ندی میں جاملتی ہے۔آبی ذخیرے میں تین بڑے ستون بنے ہیں جن پر خوبصورتی سے تصاویر منقش کی گئی ہیں۔ یہ اوپر سے تین پائپوں کے ذریعہ جڑی ہوئی ہیں جن سے وہ اپنے باغات اور دھان کے کھیتوں کی آبپاشی کے لیے پانی لاتے ہیں۔ اس آبی ذخیرے کو بنانے کے لیے اس راجا نے ایک پہاڑی کو تڑوا دیا تھا...... میں نے اس حوض میں بہت سے لوگوں کو کام کرتے دیکھا ہے یہاں پر پندرہ بیس ہزار افراد تھے، بالکل چونٹیوں کی طرح...........

شکل 7.5

شاہی مرکز کی طرف جاتی ایک پختہ نالی

بھی گھیرابندی کی گئی تھی ۔عبدالرزّاق لکھتا ہے پہلی ، دوسری اور تیسری دیوار کے درمیان ہرے بھرے کھیت ، باغات اور مکانات ہیں۔پیس کا مشاہدہ تھا۔''اس پہلے حلقے سے آپ کے شہر میں داخل ہونے تک کا فاصلہ کافی زیادہ ہے جس میں کھیت ہیں، جن میں وہ دھان اگاتے ہیں اور بہت سے باغات ہیں اور بہت سا پانی ہے جو دو جھیلوں سے آتا ہے''۔ان بیانات کی موجودہ دور کے ماہرین آثارِ قدیمہ نے تصدیق کی ہے جنھوں نے ''مذہبی مرکز'' اور شہر کے قلب کے درمیان زراعتی علاقے کے شواہد تلاش کر لیے ہیں۔اس قطعہ زمین کی دیکھ بھال مکمل نہر نظام کے ذریعہ تنگ بھدراندی سے لائے پانی سے کی جاتی تھی۔

آپ کے خیال میں زراعتی علاقوں کو قلعہ بند اراضی کے اندر کیوں شامل کیا جاتا تھا؟ اکثر عہد وسطیٰ کے محاصروں کا مقصد محافظ (محصور) لوگوں کو غذائی اشیا سے محروم کر کے اطاعت کے لیے مجبور کرنا تھا۔ یہ محاصرے کئی مہینوں تک اور کبھی کبھی برسوں تک چل سکتے تھے۔ عام طور پر حکمراں ایسے حالات سے بچنے کے لیے قلعہ بند علاقوں کے اندر ہی وسیع اناج گودام کی تعمیر کرواتے تھے۔ وجے نگر کے حکمرانوں نے زراعتی پٹّی (علاقے) کی حفاظت کرنے کے لیے ایک زیادہ مہنگی اور محنت سے بنائی ہوئی حکمتِ عملی کو اختیار کیا۔

قلعہ بندی کی دوسری لائن شہری مرکز کے اندرونی حصے کے چاروں طرف بنی تھی اور تیسری لائن سے شاہی مرکز کی گھیرابندی کی گئی تھی جس میں اہم اور بڑی عمارتوں کے ہر ایک زمرے کی اس کی اونچی دیواروں سے گھیرابندی کی گئی تھی۔

قلعے میں داخل ہونے کے لیے مضبوط محافظ دروازے تھے جو شہر کو اہم سڑکوں سے جوڑتے تھے۔داخلی دروازوں کی نمایاں تعمیراتی خصوصیات تھیں جو اکثر ان ساختوں کو واضح کرتے تھے جس سے رسائی کو کنٹرول کیا جاتا تھا۔قلعہ بند بستی میں جانے کے لیے تعمیر داخلی دروازے پر بنی محراب اور ساتھ ہی دروازے پر گنبد (تصویر 7.6) ترک سلطانوں کے معروف فنِ تعمیر کی امتیازی خصوصیت تسلیم کی جاتی ہیں۔آرٹ کے مؤرخین اس طرز کو ''ہنداسلامی طرز'' کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا ارتقا مختلف علاقوں میں مقامی طرزِ تعمیر کے رواج کے ساتھ مسلسل تفاعل سے ہوا تھا۔

ماہرین آثارِ قدیمہ نے شہر کی اندرونی اور وہاں سے باہر جانے والی سڑکوں کا مطالعہ کیا ہے۔ان کی شناخت داخلی دروازوں سے ہوکر جانے والے راستوں کے نشانات اور اینٹوں کے فرش والی سڑکوں کے سراغ ملنے سے کی گئی ہے۔سڑکیں عام طور پر پہاڑی قطعہ زمین سے بچا کر وادیوں سے ہوکر ہی چاروں طرف گھومتی ہیں۔ کچھ بہت ہی اہم سڑکیں مندروں کے داخلی دروازے سے آگے دراز ہوتی تھیں۔ان کے دونوں جانب بازار تھے۔

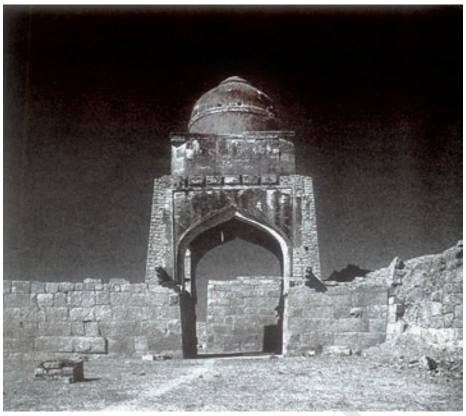

شکل 7.6
قلعہ بند دیوار میں بنا ایک داخلی دروازہ

دونوں داخلی دروازوں کے درمیان یکسانیت اور فرق بیان کیجیے۔آپ کے خیال میں کیا وجے نگر کے حکمرانوں نے ہنداسلامی فن تعمیر کے عناصر کو اپنا لیا تھا؟

شکل 7.7
گوپورم

© NCERT not to be republished

3.3 شہر کا قلب (مرکز)

شہر کے قلب کی جانب جانے والی سڑکوں کی طرف چلیں تو عام لوگوں کے مکانات کی آثاری شہادتیں نسبتاً کم ملتی ہیں۔ ماہرین آثار قدیمہ کو کچھ علاقوں بشمول شہر کے قلب کے شمال مشرقی کنارے میں عمدہ چینی برتن ملے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اس علاقے میں شاید مالدار تاجر سکونت پذیر تھے۔ جہاں پر مسلمانوں کے بھی رہائشی مکانات تھے۔ یہاں واقع مقبرے اور مساجد مسلمانوں کے نمایاں فرض کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ تاہم ان کی فن تعمیر ہمپی سے ملے مندروں کے فن تعمیر سے مشابہ ہے۔

عام لوگوں کے مکانات، جواب وجود میں نہیں ہیں، کا ذکر سولھویں صدی کا پرتگالی سیّاح باربوسا کچھ اس طرح کرتا ہے۔ ''دیگر لوگوں کے مکانات چھپّر کے ہیں مگر پھر بھی اچھے ڈھنگ سے بنائے گئے ہیں۔ پیشے کے مطابق بہت سے کھلے مقامات والی لمبی سڑکوں پر منظّم طریقے سے بنائے گئے ہیں''۔

علاقے کے سروے اشارہ کرتے ہیں کہ پورے علاقے میں متعدد عبادت گاہیں اور چھوٹے مندر تھے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہاں مختلف مسلکوں کا رواج تھا جن کی مدد مختلف جماعتیں کرتی تھیں۔ جائزوں سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ کنوئیں، برسات کے آبی ذخیرے (ٹینک) اور ساتھ ہی مندروں کے آبی ذخیرے شاید شہر کے عام باشندوں کے لیے پانی کے ماخذ ومنبع کے طور پر کام کرتے تھے۔

شکل 7.8
کھدائی کے بعد اینٹوں کے فرش والی سڑک کا ایک حصہ

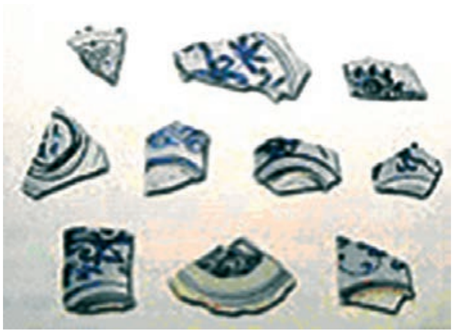

شکل 7.9
چینی برتنوں کے ٹکڑے

آپ کے خیال میں یہ ٹکڑے بنیادی طور پر کس طرح کے برتنوں کا اصل حصّہ تھے؟

شکل 7.10
وجے نگر میں تعمیر ایک مسجد

کیا اس مسجد میں ہند اسلامی فنِ تعمیر کی امتیازی خصوصیات موجود ہیں؟

گفتگو کیجیے ...
وجے نگر کے خاکے (نقشے) کا موازنہ اپنے شہر یا گاؤں کے خاکے سے کیجیے۔

4. شاہی مرکز

شاہی مرکز بستی کے جنوب مغربی حصے میں واقع ہے۔ حالانکہ اسے شاہی مرکز کا رتبہ (نام) دیا گیا ہے اگرچہ اس میں 60 سے بھی زیادہ مندر شامل ہیں۔ واضح طور پر مندروں اور مسلکوں کی سرپرستی کرنا ان حکمرانوں کے لیے بہت اہم تھا جو ان عبادتی مقامات سے وابستہ دیوی دیوتاؤں کے ذریعہ اپنے اقتدار کو قائم رکھنے اور قانونی جواز فراہم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

تقریباً 30 عمارتوں کی شناخت مختلف الاجزا (کمپلیکس) محلوں کے طور پر ہوتی ہے۔ یہ نسبتاً بڑے ڈھانچے ہیں جو مذہبی رسوماتی کاموں سے وابستہ نظر نہیں آتے۔ ان ڈھانچوں اور

© NCERT not to be republished

مندروں کے درمیان ایک فرق یہ ہے کہ مندروں کی تعمیر پوری طرح پتھروں سے کی گئی تھی۔ جب کہ غیر مذہبی عمارت کے بالائی ڈھانچہ کی تعمیر جلد خراب ہونے والے سامان سے کی گئی تھی۔

4.1 مہانومی دِبہّ

اس علاقے کے کچھ نمایاں ڈھانچوں (عمارتوں) کا نام، عمارتوں کی شکل اور ساتھ ہی ساتھ ان کے کاموں کی بنیاد پر رکھا گیا ہے۔ ''راجا کا محل'' اس احاطہ میں سب سے بڑی عمارت ہے لیکن اس کے شاہی قیام گاہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے دو بہت ہی مؤثر پلیٹ فارم ہیں جنھیں عام طور پر ''دیوانِ عام'' اور ''مہانومی دِبہّ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ پورے کمپلیکس کی اونچی دوہری دیواروں سے گھیرابندی کی گئی ہے۔ اور اس کے درمیان میں ایک گلی بنائی گئی ہے۔ دیوانِ عام ایک اونچا پلیٹ فارم ہے جس میں قریب قریب اور معیّن فاصلے پر لکڑی کے ستونوں کے لیے سوراخ بنائے گئے ہیں۔ دوسری منزل پر جوان ستونوں پر ٹکی ہوئی تھی، اوپر جانے کے لیے زینہ (سیڑھیاں) بنایا گیا ہے۔ ستونوں کے ایک دوسرے کے بہت قریب ہونے کی وجہ سے بہت کم کھلی جگہ بچی ہوگی۔ اور اس لیے یہ واضح نہیں ہے کہ اس ایوان (ہال) کا استعمال کس کام کے لیے ہوتا تھا۔

شہر کے سب سے اونچے مقام میں سے ایک پر واقع ''مہانومی ڈبہّ'' ایک بڑا اور بھاری پلیٹ فارم ہے جو تقریباً 11000 مربع فٹ کی کرسی سے 40 فٹ تک اونچا اٹھا ہوا ہے۔ ایسے شواہد ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس کو لکڑی کے ڈھانچے سہارا دیتے تھے۔ پلیٹ فارم کی بنیاد ابھرے نقش ونگار سے بنائی گئی تھی (شکل 7.12)۔

اس ڈھانچے سے وابستہ مذہبی رسومات، ستمبر اور اکتوبر کے خزاں کے مہینوں میں منائے جانے والے ہندوؤں کے دس دن کے تہوار دسہرہ (شمالی ہندوستان میں) درگا پوجا (بنگال میں)

ایوان فتح

دیوانِ عام اور ''مہانومی دِبہّ'' کو پیس مشترکہ طور پر ''ایوان فتح'' کا نام دیتا ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتا ہے:

ان عمارات میں ایک کے اوپر دو پلیٹ فارم ہیں جو خوبصورتی کے ساتھ نقاشی کیے ہوئے ہیں۔ . . . . . اوپر پلیٹ فارم پر. . . . . . اس 'ایوان فتح' میں کپڑے سے تیار ایک کمرہ بنوایا ہے. . . . . . جہاں مورتی کے لیے ایک عبادت گاہ ہے. . . . . اور ایک دوسرے کے بیچوں بیچ میں ایک شہ نشین (Dais) رکھی ہوئی ہے جس پر ریاست کا شاہی تخت رکھا ہوا ہے (تاج اور شاہی پازیب)۔

شکل 7.11
مہانومی دِبہّ پر بنے نقش ونگار

شکل 7.12
مہانومی دبہّ پر بنے نقش و نگار

◆ کیا آپ ان نقش ونگار کے موضوع کی شناخت کر سکتے ہیں؟

© NCERT not to be republished

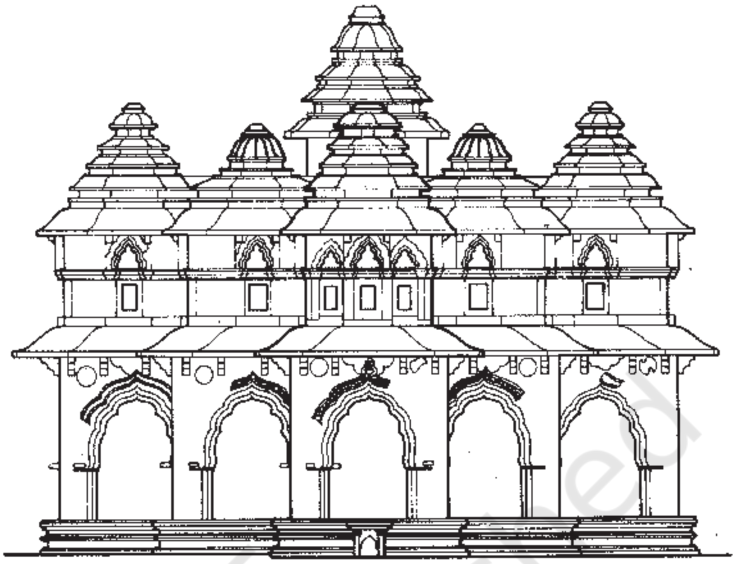

شکل 7.13
کمل محل کی بلندی (Elevation) کی ایک ڈرائنگ۔
بلندی ڈرائنگ کسی چیز یا ڈھانچے کی عمودی منظر کی تصویر ہوتی ہے یہ ہمیں ان خصوصیات کے متعلق تصویر و خاکہ دیتی ہے جس کو ایک فوٹو گراف میں نہیں دیکھ سکتے۔ محرابوں کو غور سے دیکھیے۔ یہ شاید ہند اسلامی فن تعمیر کی تکنیکوں سے متاثر تھیں۔

⇐ شکل 7.13 اور 7.15 کا موازنہ کیجیے اور دونوں کی مشترکہ خصوصیات کی ایک فہرست تیار کیجیے۔ ساتھ ہی ساتھ ان کی بھی جو ان میں سے کسی ایک میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ شکل 7.14 میں بنے محراب کا موازنہ شکل 7.6 میں بنے محراب سے کیجیے۔ کمل محل میں نو مینار یں تھیں۔ مرکز میں ایک اونچی اور آٹھ اس کے بازوؤں کے ساتھ، آپ فوٹو گراف اور بلند ڈرائنگ میں کتنی کتنی مینار یں دیکھ سکتے ہیں؟ اگر آپ کمل محل کا پھر سے نام رکھتے تو آپ اس کو کیا کہتے؟

اورنوراتری یا مہانومی (جزیرہ نما ہندوستان میں) جیسے مختلف ناموں سے معروف، مہانومی (لغوی معنیٰ 'عظیم نواں دن') کے موقع پر شاید ایک ہی وقت میں ادا کی جاتی تھیں۔ اس موقع پر وجے نگر کا حکمراں اپنی شان وشوکت، طاقت اور بالا دستی کا مظاہرہ کرتا تھا۔

اس موقع پر بشمول مورتی پوجا، ریاست کے گھوڑے کی پوجا اور بھینسوں و دیگر جانوروں کی قربانی کی مذہبی رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ رقص، کشتی کے مقابلے اور ساز سے مزین گھوڑے۔ ہاتھیوں اور رتھوں نیز فوجیوں کا جلوس ساتھ ہی ساتھ نامور رقاصائیں (نایکوں) اور ماتحت راجا اس موقع پر نمایاں رہتے تھے اور ان کے ذریعہ راجا اور اس کے مہمانوں کو پیش کیے جانے والے رسمی تحائف اس موقع کے لازمی جز تھے۔ یہ جشن گہرے علامتی معنوں میں متاثر کن ہوا کرتے تھے۔ تہوار کے آخری دن راجا اپنی نیز اپنے نایکوں کی فوج کا کھلے میدان میں منعقد جلسے میں معائنہ کرتا تھا۔ اس موقع پر نایک راجا کے لیے قیمتی تحفے اور ساتھ ہی ساتھ طے شدہ خراج بھی لاتے تھے۔

''مہانومی ڈبہ'' جو آج بھی قائم ہے، کیا وہ ان تفصیلی رسومات کا مرکز تھا؟ دانشوروں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ ڈھانچے کے چاروں طرف کی جگہ مسلح افراد، خواتین اور بڑی تعداد میں جانوروں کے تفصیلی جلوس کے لیے مناسب نظر نہیں آتی۔ شاہی مرکز میں واقع دیگر ڈھانچوں کی طرح یہ بھی ابھی تک ایک معمّا بنا ہوا ہے۔

4.2 شاہی مرکز میں واقع دیگر عمارات

شاہی مرکز میں واقع سب سے خوبصورت عمارتوں میں سے ایک عمارت 'کمل محل' ہے جس کو یہ نام انیسویں صدی کے برطانوی سیّاحوں نے دیا تھا۔ حالانکہ یہ نام یقینی طور پر جمالیاتی (محبت سے لبریز) ہے۔ لیکن مؤرخین اس کے متعلق یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ اس عمارت کا استعمال کس مقصد کے لیے

شکل 7.14
کمل محل کے ایک محراب کی تفصیل

© NCERT not to be republished

شکل 7.15
کمل محل کی تصویر

ہوتا تھا۔ایک خیال جو میکینزی کے بنائے نقشے سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ ایوانِ مجلس (Council Chamber) تھا جہاں راجہ اپنے مشیروں سے ملاقات کرتا تھا۔

حالانکہ زیادہ تر مندر مذہبی مرکز میں واقع ہیں۔اسی طرح بہت سے مندر شاہی مرکز میں بھی واقع تھے۔ان میں سے سب سے زیادہ قابلِ دید مندر "ہزارہ رام" مندر کے نام سے جانا جاتا تھا۔

شکل (a) 7.16 اور (b) 7.16 کا موازنہ شکل 7.17 سے کیجیے اور ہر ایک میں نظر آنے والی خصوصیات کی فہرست بنائیے ۔کیا آپ سوچتے ہیں کہ یہ واقعی ہاتھیوں کے اصطبل تھے؟

شکل (a) 7.16 " ہاتھیوں کے اصطبل" کی بلّوری ڈرائنگ

شکل(b) 7.16 " ہاتھیوں کے اصطبل" کا نقشہ. یہ نقشہ ڈھانچہ کے افقی منظر کو دکھاتا ہے .

شکل 7.17 'کمل محل' کے نزدیک واقع " ہاتھیوں کا اصطبل"

© NCERT not to be republished

شکل 7.18
"ہزارہ رام مندر" کی دیواروں کی سنگ تراشی

◄ کیا آپ رقص کے مناظر کی شناخت کر سکتے ہیں؟ آپ کے خیال میں ہاتھیوں اور گھوڑوں کی تصویر پینل (panels) پر کیوں بنائی گئی ہیں؟

شاید اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا استعمال راجا اور اس کے افراد خانہ کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ مرکزی مقدس جگہ سے مورتیاں غائب ہیں۔ تاہم دیواروں پر بنائے گئے سنگ تراشی کے پینل باقی ہیں۔ ان میں مندروں کی اندرونی دیواروں پر کی گئی سنگ تراشی کے منظر رامائن سے لیے گئے ہیں۔

اگرچہ وجے نگر کے بہت سے ڈھانچے ختم ہو گئے تھے۔ جب اس شہر کو حملوں نے تخت و تاراج کر دیا تھا لیکن نایکوں نے محل نما ڈھانچوں کی تعمیراتی روایت کو جاری رکھا۔ ان میں سے بہت سی عمارات آج بھی باقی ہیں۔

شکل 7.19
مدورائی کے دیوانِ عام کا اندرونی حصہ.
محرابوں کو غور سے دیکھیے.

◄ گفتگو کیجیے . . .
نایکوں نے وجے نگر کے حکمرانوں کی عمارتی روایت کو کیوں جاری رکھا؟

5. مقدس مرکز

5.1 راجدھانی کا انتخاب

اب ہم تنگ بھدرا ندی کے کنارے پر واقع شہر کے شمالی پہاڑی کنارے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ مقامی روایت کے مطابق یہ پہاڑیاں رامائن میں مذکور ''بالی'' اور'' سگریو'' بندروں کی ریاست کی حفاظت کرتی تھیں۔ دوسری روایت کے مطابق مقامی دیوی ماں (ماتر دیوی) ''پمپا دیوی'' نے ان پہاڑیوں میں'' ویروپکش'' جو ریاست کے سرپرست دیوتا شیو کا ایک روپ بھی تسلیم کیے جاتے ہیں، سے شادی کے لیے ریاضت کی تھی۔ آج تک یہ شادی کا دن ویروپکش مندر میں ہر سال جشن کی طرح منایا جاتا ہے۔ ان پہاڑیوں میں قبل وجے نگر عہد کے جین مندر بھی پائے گئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ علاقہ متعدد مذہبی روایات سے وابستہ تھا۔

اس علاقے میں مندروں کی تعمیر کی ایک طویل تاریخ رہی ہے جو پلّووں، چالوکیہ، ہوئے سالوں اور چولا شاہی خاندانوں تک پیچھے جاتی ہے۔ عموماً حکمراں اپنے آپ کو خدا سے وابستہ کرنے کے وسیلے کے طور پر مندروں کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ اکثر دیوتا کا صریح یا مضمر شکل میں راجا کے ساتھ اتحاد ظاہر کیا جاتا تھا۔ مندر علمی مرکز کے طور پر بھی کام کرتے تھے۔ اس کے علاوہ حکمراں اور دیگر لوگ اکثر مندروں کی دیکھ بھال کے لیے زمینیں یا دیگر وسائل کا عطیہ دیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے مندر ایک اہم مذہبی، سماجی، ثقافتی اور معاشی مرکز کے طور پر ارتقا پذیر ہوئے۔ حکمرانوں کے نقطۂ نظر سے مندروں کی تعمیر، مرمّت اور دیکھ بھال، اپنا اقتدار، دولت اور پارسائی کے لیے حمایت اور قدر شناسی حاصل کرنے کا اہم ذریعہ تھے۔

یہ ممکن ہے کہ وجے نگر کے مقام کا انتخاب کرنے کی تحریک وہاں موجود ویروپکش اور پمپا دیوی کے مندروں سے ملی ہو۔ حقیقتاً وجے نگر کے راجا ویروپکش دیوتا کی جانب سے حکومت کرنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ سبھی شاہی فرامین پر عموماً کنڑ زبان میں ''شری ویروپکش'' لکھا ہوتا تھا۔ حکمراں دیوتاؤں کے ساتھ اپنے قریبی تعلق کو ظاہر کرنے کے لیے'' ہندو سوراترانہ'' خطاب کا استعمال بھی کرتے تھے۔ یہ عربی اصطلاح سلطان جس کے معنی راجا ہیں، کا سنسکرت متبادل تھا اور اس کے معنی تھے'' ہندو سلطان''۔

حتیٰ کہ وجے نگر کے حکمرانوں نے ابتدائی روایات کو اخذ کیا اور ان میں جدّت پیدا کی نیز ان کو فروغ دیا۔ اب شاہی شبیہ کی مورتیوں کی مندروں میں نمائش کی جانے لگی اور راجا کی مندروں کی زیارت کو ایک اہم ریاستی تقریب مانا جانے لگا۔ اس موقع پر سلطنت کے اہم اور خاص نایک بھی راجا کے ساتھ ہوا کرتے تھے۔

© NCERT not to be republished

شکل 7.20
ویروپکش مندر کی ایک فضائی تصویر

5.2 گوپورم اور منڈپ

مندر فنِ تعمیر کی اصطلاح میں اس عہد تک معیّن نئ خصوصیات کی علامات سامنے آئیں۔ ان میں بڑے پیمانے پر بنے ڈھانچے جو یقیناً شاہی اقتدار کے نشان تھے، شامل ہیں۔ اس کی سب سے عمدہ مثال رائے گوپورم (شکل 7.7) یا شاہی داخلی دروازے ہیں جو اکثر مرکزی مقدس مقام پر بنی میناروں کو بونا کر دیتے ہیں اور طویل دوری سے ہی مندر کی موجودگی کی نشاندہی کرتے ہیں۔

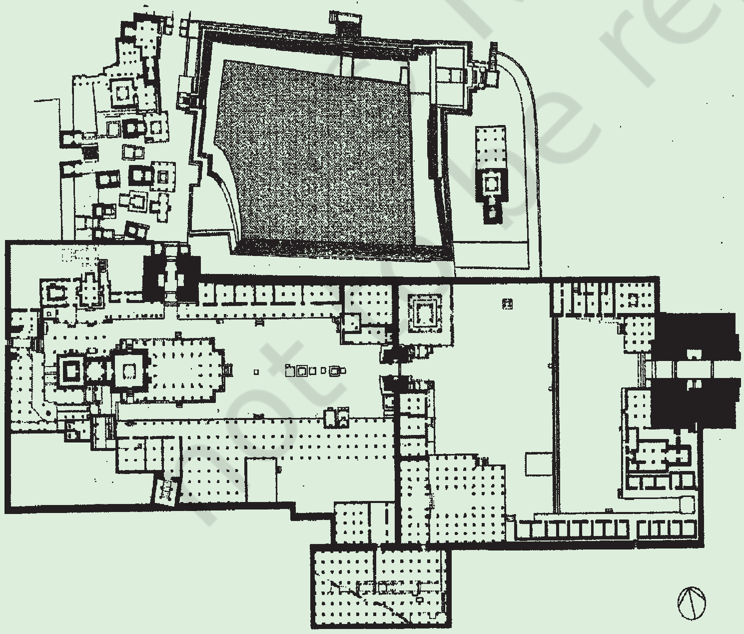

شکل 7.21
ویروپکش مندر کا نقشہ

زیادہ تر مقدس مقام چوکور ڈھانچہ ہیں۔ دو اہم اور بڑے داخلی دروازوں کو کالے رنگ سے دکھایا گیا ہے۔ ہر ایک باریک نقطہ ایک ستون کی نمائندگی کرتا ہے۔ مربع یا مستطیل بناوٹ ڈھانچے کے اندر ستونوں کی منظّم لائنیں بڑے ایوانوں، منڈپوں (شہ نشینوں) اور غلام گردشوں (برآمدوں) کی حد بندی کرتی نظر آئیں گی۔

اسکیل کا استعمال کرتے ہوئے نقشے میں گوپورم (داخلی دروازے) سے مرکزی مقدس مقام کا فاصلہ ناپیے۔ آپ کے خیال میں آبی ذخیرہ سے مقدس مقام تک جانے کے لیے سب سے آسان راستہ کون سا رہا ہوگا؟

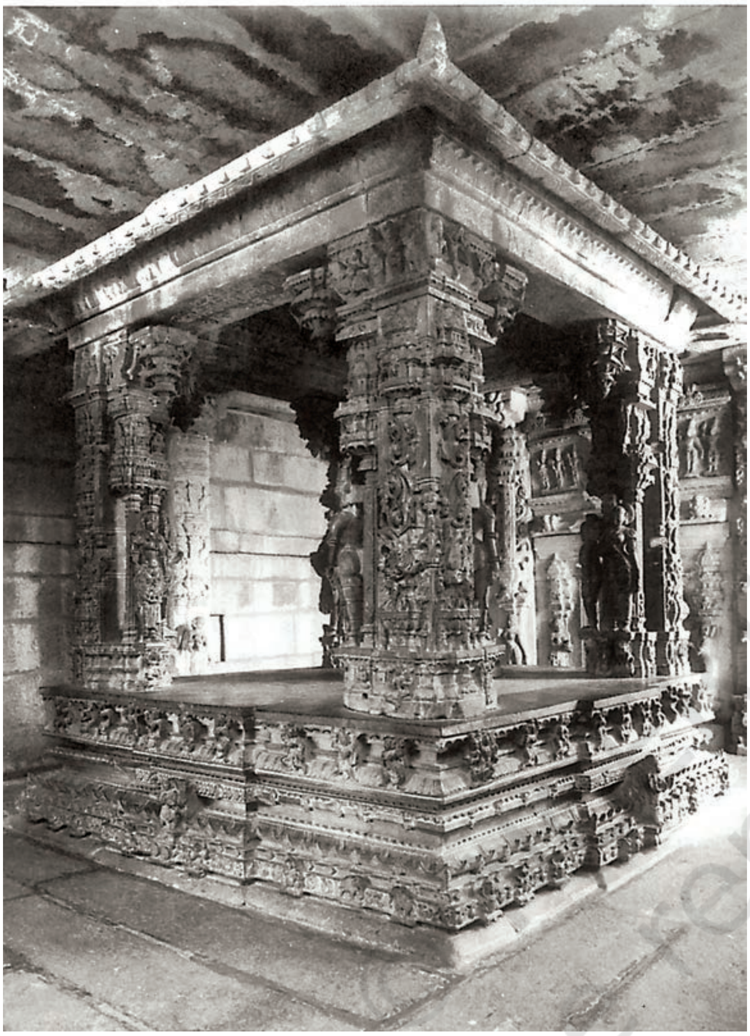

شکل 7.22
ملکوتی شادیوں کا جشن منانے کے لیے استعمال ہونے والا کلیان منڈپ

شکل7.23
بت تراشی کے ایک ستون کا خاکہ

ستون پر آپ جو کچھ دیکھ رہے ہیں اس کا تذکرہ کیجیے۔

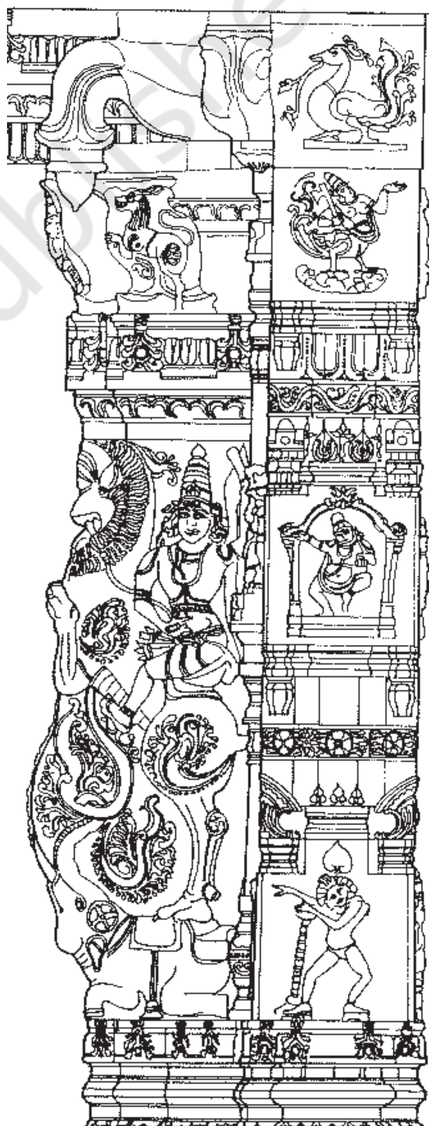

یہ شاید راجاؤں کی طاقت کی یاد دہانی بھی کراتے ہیں۔ جوان مینار نما داخلی دروازوں کی تعمیر کے لیے ضروری وسائل، تکنیک اور مہارت کی دسترس کے اہل تھے۔ دیگر نمایاں خصوصیات میں منڈپ یا شہ نشین اور لمبی ستونوں والی غلام گردش (برآمدوں) جو عموماً مندر کمپلیکس کے اندر واقع مقدس مقام کے چاروں طرف بنے ہوئے تھے، شامل ہیں۔ آیئے اب ہم دو مندروں کو اور زیادہ قریب سے دیکھتے ہیں۔ ویروپکش مندر اور وٹھل مندر۔

ویروپکش مندر دسویں صدی میں بنا تھا۔ وجے نگر سلطنت کے قیام کے ساتھ ہی اسے کہیں زیادہ وسیع کیا گیا۔ خاص مندر کے سامنے ہال (ایوان)، کرشن دیورائے نے اپنی تخت نشینی کی نشانی کے طور پر بنوایا تھا۔ اس کو انتہائی نفیس منقش ستونوں سے سجایا گیا تھا۔ مشرقی گوپورم کی تعمیر اسی کے نام منسوب کی جاتی ہے۔ ان اضافوں کے معنی تھے کہ مرکزی مقدس مقام اس سے منسلک چھوٹے حصّوں پر قابض ہو سکے۔

ندر بنے ایوانوں کا استعمال مختلف مقاصد کے لیے ہوتا تھا۔ کچھ جگہیں ایسی تھیں جہاں دیوتاؤں کی مورتیاں، موسیقی، رقص، ڈرامہ وغیرہ کے خاص پروگراموں کو دیکھنے کے لیے رکھی گئی تھیں۔ دیگر ایوانوں کا استعمال دیوتاؤں کی شادیوں کے جشن منانے کے لیے کیا جاتا تھا۔ دوسرے دیگر کا استعمال دیوی دیوتاؤں کے جھولا جھولنے کے لیے کیا جاتا تھا۔ ان جشنوں پر خاص مورتیاں جو چھوٹے مرکزی مقدس مقام میں رکھی ہوئی تھیں، ان سے ممتاز تھیں، جن کا استعمال ان موقعوں پر کیا جاتا تھا۔

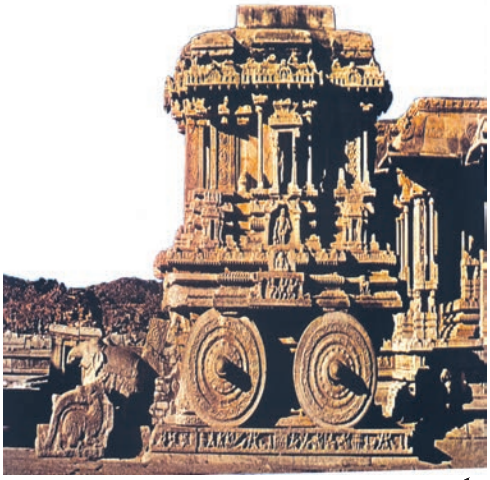

شکل 7.24
وٹھّل مندر کا رتھ

کیا آپ کو لگتا ہے کہ حقیقت میں اس طرح کے رتھ بنائے جاتے تھے؟

شکل 7.24
وٹھّل مندر کا رتھ
کیا آپ کو لگتا ہے کہ حقیقت میں اس طرح کے رتھ بنائے جاتے تھے؟

شکل 7.25
جنجی کا جھولتا منڈپ

شکل 7.25
جنجی کا جھولتا منڈپ

not to be republished

دوسرا مقدس مقام، وِٹّھل مندر بھی دلچسپ ہے۔ یہاں کے صدر دیوتا وِٹّھل تھے جو عام طور پر مہاراشٹرا میں پوجے جانے والے وشنو کا ایک روپ ہیں۔اس دیوتا کی پوجا کو کرناٹک میں متعارف کرانا اس بات کا مظہر ہے کہ جس کے ذریعہ ایک شاہی ثقافت کو پیدا کرنے کے لیے وجے نگر کے حکمرانوں نے مختلف روایات کو اخذ کیا تھا۔دیگر مندروں کی طرح اس مندر میں بھی کئی ایوان تھے اور رتھ کے مندر کے منصوبے کی طرح کا ایک انوکھا مندر بھی تھا۔

مندر کمپلکس کی ایک خصوصیت رتھ گلیاں ہیں جو مندر کے گوپورم سے سیدھی لائن میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان گلیوں کا فرش پتھر کی سلوں سے بنایا گیا ہے اور اس کے دونوں جانب ستونوں والے ایوان تھے جن میں تاجر اپنی دوکانیں قائم کیا کرتے تھے۔

جس طرح نا یکوں نے قلعہ بندی کی روایت کو تکمیل تک پہنچایا اور ساتھ ہی اسے جاری رکھا، ٹھیک اسی طرح انھوں نے مندروں کی تعمیر کی روایات کے ساتھ بھی کیا۔حقیقتاً کچھ سب سے زیادہ قابلِ نظارہ گوپورموں کی تعمیر بھی مقامی نا یکوں کے ذریعہ ہوئی تھی۔

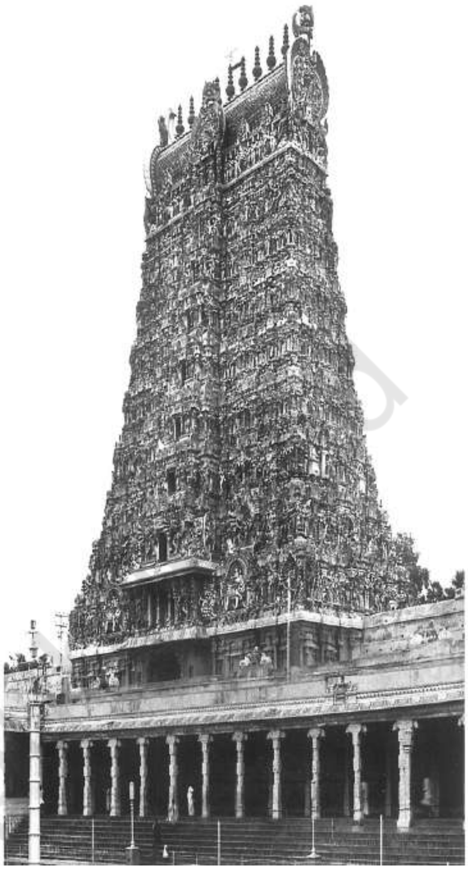

شکل 7.26
مدورائی کے نایکوں کے ذریعہ بنوایا گیا ایک گوپورم

گفتگو کیجیے...

وجے نگر حکمرانوں نے مذہبی رسوماتی فن کی ابتدائی روایات کو کیسے اور کیوں اپنایا اور تصرّف میں لائے؟

6. محلوں، مندروں اور بازاروں کے خاکے

ہم نے وجے نگر کے ضمن میں اطلاعات کے ذخیرے۔فوٹوگراف، نقشے، ڈھانچوں کی بلندی ڈرائنگ(Elevation) اور بت تراشی کا تجزیہ کیا ہے۔یہ سب کیسے منظر عام پر آیا؟ میکنزی کے ذریعہ کیے گئے ابتدائی جائزوں کے بعد سیّاحوں کے بیانات اور کتبات کو ایک مربوط شکل دی گئی۔بیسویں صدی میں اس مقام کو آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا اور کرناٹک ڈپارٹمنٹ آف آرکیالوجی آف میوزیم کے ذریعہ محفوظ کیا گیا۔1976 میں ہمپی کو ایک قومی اہمیت کے مقام کے طور پر تسلیم کرلیا گیا۔اس کے بعد 1980 کی دہائی کی ابتداء میں مختلف قسم کی دستاویزی تکنیکوں کے استعمال سے، وسیع اور عمیق سروے کے ذریعہ، وجے نگر کے مادّی باقیات کی تفصیلی دستاویزی شہادتوں کی فراہمی کا ایک اہم منصوبہ شروع کیا گیا۔تقریباً 20 برسوں کے دوران پوری دنیا کے درجنوں دانشوروں نے ان اطلاعات کو مرتب کرنے اور محفوظ کرنے کا کام کیا۔

آیئے ہم اس غیر معمولی مشق کے ایک حصہ نقشہ سازی کو تفصیل سے دیکھیں۔ اس کا پہلا قدم یہ تھا کہ پورے علاقے کو 25 مربع حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر ایک مربع کو حروف تہجی کے لحاظ سے ایک حرف نام دیا گیا۔ پھر ان چھوٹے مربعوں کو ذیلی تقسیم کر کے اور بھی چھوٹی مربع ترتیب میں رکھا گیا۔ لیکن یہ سب کافی نہ تھا۔ ان چھوٹے مربعوں کو مزید تقسیم کر کے ان کو چھوٹی اکائیوں میں بانٹا گیا۔

جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں یہ مفصل جائزے بہت سخت محنت سے لیے گئے تھے اور ان سے ہزاروں ڈھانچوں کے باقیات، چھوٹے مقدس مقامات اور مکانات سے لے کر بڑے مندروں تک کو پھر سے بازیافت کیا گیا۔ اس کی وجہ سے سڑکوں، راستوں، بازاروں وغیرہ کے نشانات ملے اور بعد میں ان سب کے مقامات کی پہچان ستونوں کی بنیاد اور پلیٹ فارموں کے ذریعہ کی گئی۔ ایک زمانے میں جو بازار ترقی پذیر تھے ان کے بس یہی باقیات ہیں۔

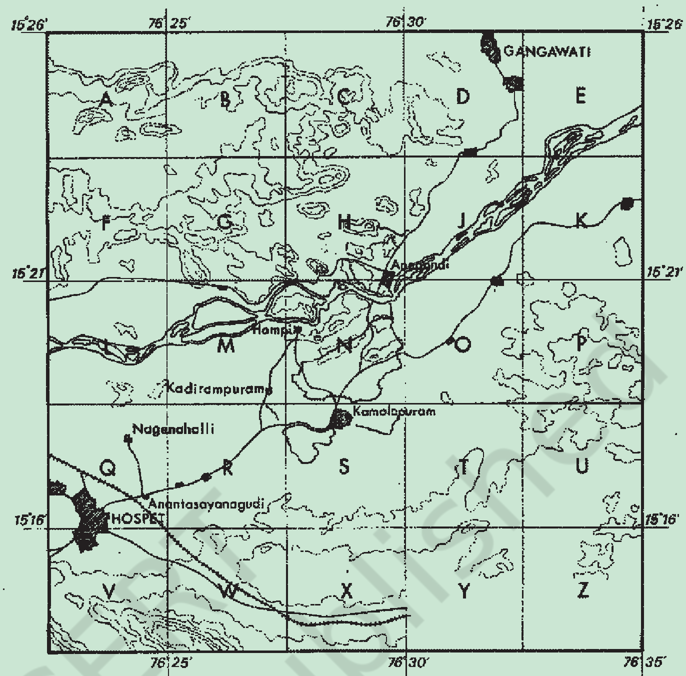

شکل 7.27
مقام کا تفصیلی نقشہ (اوپر بائیں)

- حروف تہجّی کا کون سا حرف استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ نقشہ میں دیے گئے پیمانے کو استعمال کرتے ہوئے کسی ایک مربع کی لمبائی ناپیے۔

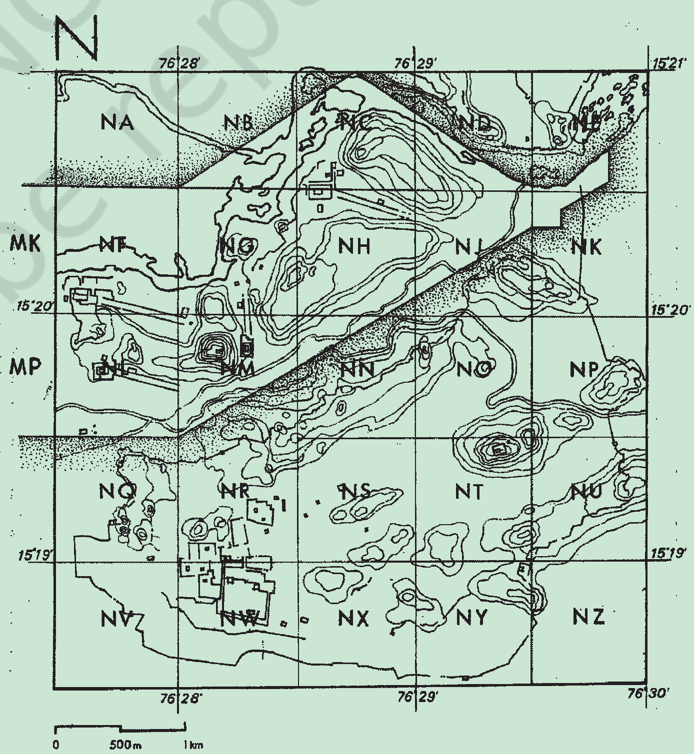

Map Square N, showing the area of the Sacred Centre

شکل 7.28
تصویر 2.27 کا مربع N (بائیں)

- اس نقشہ کے لیے کون سا پیمانہ استعمال کیا گیا ہے؟

© NCERT not to be republished

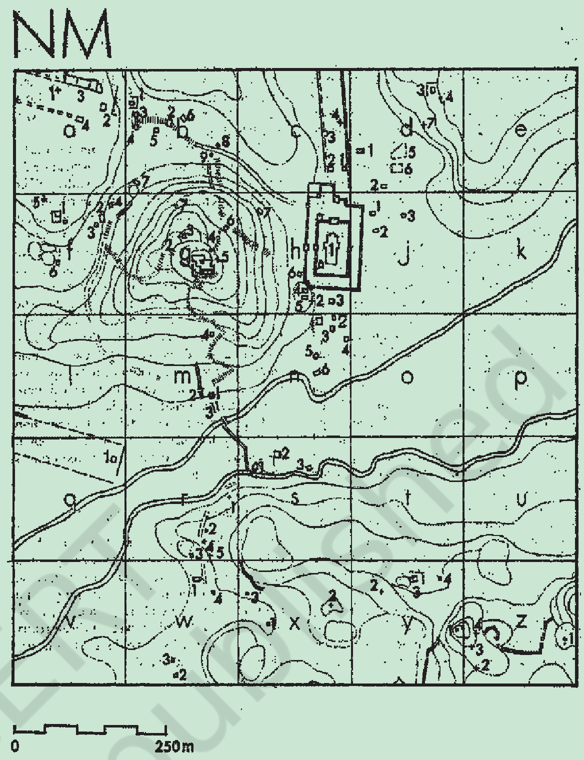

شکل 7.29
شکل 7.28 کا مربع MN

کسی ایک مندر کی شناخت کیجیے۔ دیواروں کو دیکھیے، ایک مرکزی مقدّس مقام اور مندر تک جانے والے راستے کے نشانات کو دیکھیے۔ نقشے پر ان مربعوں کو نام دیجیے جن پر مندر کا نقشہ مشتمل ہے۔

جون ایم۔ فرٹز، جارج مائیکل اور ایم۔ ایس۔ ناگراج راؤ، جنھوں نے اس مقام پر برسوں کام کیا، انھوں نے لکھا: ''وجے نگر کی ان یادگاروں کے ہمارے مطالعہ کے دوران ہمیں بوسیدہ لکڑی کی اشیا، ستون، طاق، شہتیر، اندرونی چھتیں، لٹکے ہوئے چھجّے اور میناروں کے سلسلے کا مکمل تصوّر کرنا پڑتا ہے جو پلاسٹر سے سجائے گئے تھے اور شاید چمکیلے رنگوں سے نقش ونگار بنائے گئے تھے۔''

اگرچہ لکڑی کے ڈھانچے ختم ہو چکے ہیں اور صرف پتھر کے ڈھانچے ہی باقی بچے ہیں۔ سیّاحوں کے بیانات اس زمانے کی زندگی کے کچھ پہلوؤں کو ازسرِ نو تعمیر کرنے کی ہمیں اجازت دیتے ہیں۔

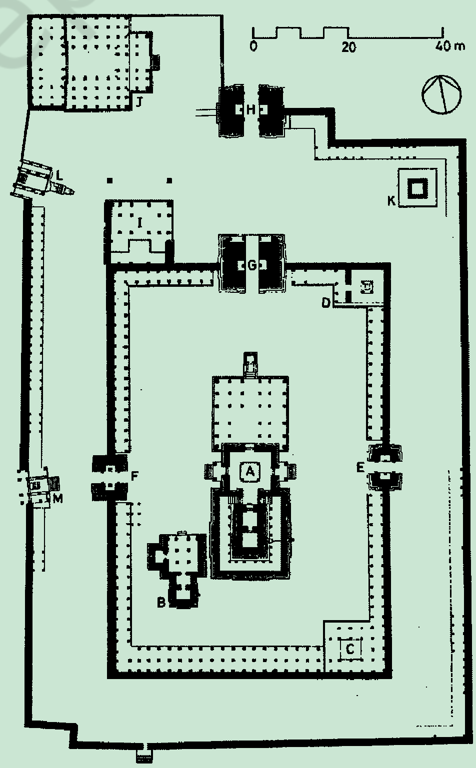

شکل 7.30
شکل 7.29 کے مندر کا نقشہ

گوپرم ایوانوں، ستونوں کی قطاروں اور مرکزی مقدّس مقام کی شناخت کیجیے۔ باہری داخلی دروازے سے مرکزی مقدس مقام تک پہنچنے کے لیے آپ کو کن علاقوں سے گذرنا ہوگا؟

© NCERT not to be republished

ماخذ 5

بازار

پیس بازار کا ایک خیرہ کن تذکرہ پیش کرتا ہے:

''آگے جانے پر ایک کشادہ اور خوبصورت گلی ملے گی...... اس گلی میں کئی تاجر رہتے ہیں۔ آپ کو یہاں سبھی قسم کے یاقوت، ہیرے اور زمرّد موتی، چھوٹے موتی، کپڑے اور زمین پر ملنے والی ہر چیز جسے آپ خریدنا چاہیں گے ملے گی۔ ہر شام آپ کو یہاں ایک میلہ ملے گا جہاں پر کئی عام قسم کے گھوڑے اور ٹٹو اور بہت سے چکوترے بھی، لیموں، سنترے، انگور اور باغات میں پیدا ہونے والی ہر شے اور لکڑی ملتی ہے۔ اس گلی میں آپ کو ہر چیز مل سکتی ہے۔

عام طور پر وہ شہر کا ذکر ''دنیا کا بہترین دستیاب شہر'' کی شکل میں کرتا ہے جہاں بازار ''چاول، گیہوں، اناج، ہندوستانی مکاّ اور کچھ مقدار میں جو اور سیم کی پھلیاں، مونگ، دالیں، کالا چنا جیسی غذائی اشیا سے بھرے رہتے تھے جو سبھی سستے داموں اور وافر مقدار میں دستیاب تھے''۔ فرنا ؤنونیز کے مطابق ''وجے نگر کے بازار وافر مقدار میں پھلوں، انگوروں اور سنتروں، لیموں، انار، کٹہل اور آموں سے بھرے رہتے تھے۔ یہ سبھی بہت سستے تھے''۔ بازاروں میں گوشت بھی وافر مقدار میں فروخت ہوتا تھا۔ فرنا ؤنونیز بیان کرتا ہے۔ ''بکرے کا گوشت، سؤر کا گوشت، ہرن کا گوشت، تیتر، خرگوش، کبوتر، بیٹر اور سبھی طرح کے پرندے، چڑیاں، چوہے اور بلّیاں نیز چھپکلیاں بسناگ (وجے نگر) کے بازاروں میں فروخت ہوتی تھیں''۔

7. جوابات کی تلاش میں سوالات

باقی بچی عمارتیں ہمیں ان طریقوں کے متعلق بتاتی ہیں جن سے مقامات کو منظّم طور پر استعمال کیا گیا۔ وہ ہمیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ کس طرح کے سامان اور تکنیکیں ان کی تعمیر میں استعمال کی گئیں۔ مثال کے طور پر ایک شہر کی قلعہ بندی کے مطالعہ سے اس کی مدافعت کی ضروری اشیا اور فوجی تیاری کی تشخیص کر سکتے ہیں۔ دیگر مقامات کی عمارتوں سے اگر ہم ان عمارتوں کا موازنہ کریں تو یہ ہمیں ان کے خیالات وتصورات اور ثقافتی اثرات کے متعلق بھی بتاتے ہیں۔ وہ ان خیالات کو بھی ذہن نشین کراتے ہیں جو اس کے تعمیر کرنے والے اور سرپرست ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ یہ اکثر مظاہر کے ساتھ پھیلتے تھے جو ان کے ثقافتی تناظر کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ہم ان کو سمجھ سکتے ہیں جب ہم دیگر ذرائع جیسے ادب، کتبات اور مقبول عام روایات سے ملی معلومات کو اکٹھا کریں۔

فنِ تعمیر کی خصوصیات ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ عام مرد و خواتین اور بچے جو شہر اور اس کے مضافات میں رہنے والی بڑی اکثریت پر مشتمل تھے ان دلنشین عمارتوں کے متعلق کیا سوچتے تھے۔ کیا ان کی شاہی مرکز اور مذہبی مرکز کے کسی بھی علاقے کے اندر پہنچ تھی؟ کیا وہ مورتی کے سامنے سے تیزی سے گذر جاتے تھے یا دیکھنے کے لیے رُکتے تھے، غور کرتے اور اس کے پیچیدہ مظہروں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہوں گے؟ وہ لوگ جنھوں نے ان عظیم الشان تعمیراتی منصوبوں پر کام کیا تھا اپنی مہم جوئی کے ضمن میں کیا سوچتے تھے جس کے لیے انھوں نے اتنی جانفشانی کی تھی؟

اگر چہ، مقام، کیا تعمیر کرنا ہے، کون سا سامان استعمال کرنا ہے اور کس طرز پر عمل کرنا ہے، یہ اہم فیصلے بھی حکمراں لیتے تھے پر اتنی بڑی مہم جوئی کے لیے ضروری تخصیصی علم کون رکھتا تھا؟ عمارتوں کے لیے نقشے کون بناتا تھا؟ راج مستری، پتھر کاٹنے والے بت تراش جو حقیقی تعمیراتی کام کرتے تھے، کہاں سے آتے تھے؟ کیا انھیں دورانِ جنگ پڑوسی علاقوں سے گرفتار کیا جاتا تھا؟ انھیں کس قسم کی مزدوری ملتی تھی؟ تعمیراتی سرگرمیوں کی نگرانی کون کرتا تھا؟ عمارت کے لیے سامان کیسے اور کہاں سے آتا تھا؟ یہ سوالات ہیں جن کے جواب ہم عمارتوں یا ان کے باقیات کو محض دیکھنے سے نہیں دے سکتے۔ شاید دیگر مآخذ کے استعمال سے جاری مسلسل تحقیقات کچھ مزید سراغ مہیا کرا سکیں۔

کرشن دیورائے

کچھ حل طلب تناظر کو دہرانے کے لیے تمل ناڈو سے چد مبرم کے مندر گوپورم میں رکھی کرشن دیورائے کی اس مورتی کو دیکھیے۔ یقیناً حکمراں اپنے آپ کو اسی انداز میں پیش کرنا چاہتے تھے۔

پیس راجا کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کرتا ہے:

راجا درمیانہ قد گورا رنگ اور اچھا جسم، قدرے موٹا بہ نسبت پتلے کے ہے۔ اور راجا کے چہرے پر چیچک کے نشان ہیں۔

شکل 7.31

شکل 7.32
"رانی کا غسل خانہ" نام سے معروف ڈھانچے کا ایک حصہ

ٹائم لائن 1
اہم سیاسی سرگرمیاں

تقریباً 1200 سے 1300 عیسوی	دہلی سلطنت کا قیام (1206)
تقریباً 1300 سے 1400 عیسوی	وجے نگر سلطنت کا قیام (1336؟)؛ بہمنی سلطنت کا قیام (1347)؛ جون پور، کشمیر اور مدورائی سلطنتوں کا قیام
تقریباً 1400 سے 1500 عیسوی	اڑیسہ کی گجپتی ریاست کا قیام (1435)؛ گجرات اور مالوہ کی سلطنتوں کا قیام؛ احمد نگر، بیجاپور اور برار کی سلطنتوں کا ظہور (1490)
تقریباً 1500 سے 1600 عیسوی	پرتگالیوں کی گوا پر فتح (1510)؛ بہمنی سلطنت کا زوال، گولکنڈہ کی سلطنت کا ظہور (1518)؛ بابر کے ذریعہ مغل حکومت کا قیام (1526)

نوٹ: سوالیہ نشان غیر یقینی تاریخ کو ظاہر کرتا ہے۔

© NCERT not to be republished

ٹائم لائن 2
وجے نگر: دریافت اور تحفظ کے نشان امتیاز

1800	کولن میکنزی کی وجے نگر کی سیاحت
1856	الیگزینڈر گرین لا نے ہمپی کے آثارِ قدیمہ کے پہلے تفصیلی فوٹوگراف لیے۔
1876	جے۔ایف۔فلیٹ نے آثاری مقام کے مندروں کی دیواروں کے کتبات کی دستاویزی شہادتوں کو جمع کرنے کا کام شروع کیا۔
1902	جون مارشل کی قیادت میں نگہداشت کے کام کا آغاز ہوا۔
1986	یونیسکو (UNESCO) کے ذریعہ ہمپی کو عالمی وراثتی مقام تسلیم کیا گیا۔

150-100 لفظوں میں جواب دیجیے۔

1- پچھلی دو صدیوں کے دوران ہمپی کے کھنڈرات کے مطالعہ کے لیے کون کون سے طریقے استعمال کیے گئے ہیں؟ آپ کے خیال میں یہ طریقے ویروپکش مندر کے پروہتوں کے ذریعہ فراہم کی گئی معلومات کی کس طرح ستائش کرتے ہیں؟

2- وجے نگر کی پانی کی ضرورت کو کس طرح پورا کیا جاتا تھا؟

3- آپ کے خیال میں شہر کے قلعہ بند علاقے میں زراعتی زمین کو گھیرنے کے کون کون سے فائدے اور نقصانات تھے؟

4- آپ کے خیال میں ''مہانومی دبہ'' سے وابستہ مذہبی رسومات کی کیا اہمیت تھی؟

5- تصویر 7.33 ویروپکش مندر کے ایک دیگر ستون کا خاکہ ہے۔کیا آپ اس میں کوئی گل کاری کی خصوصیت یا خیال دیکھ سکتے ہیں؟ کن جانوروں کو دکھایا گیا ہے؟ آپ کے خیال میں ان کو دکھانے کی وجہ کیا ہوگی؟ دکھائی گئی انسانی تصاویر کا تذکرہ کیجیے۔

شکل 7.33

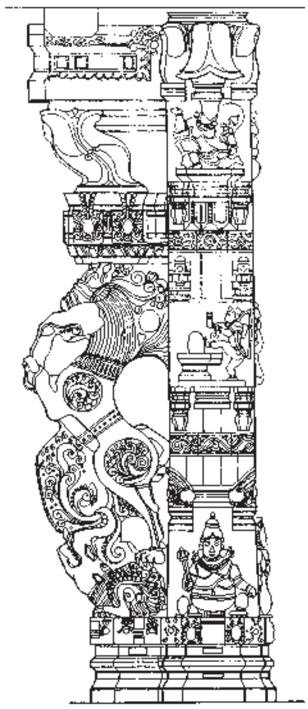

© NCERT not to be republished

مندرجہ ذیل پر ایک مختصر مضمون (تقریباً 250 سے 300 الفاظ پر مشتمل) لکھیے۔

6- ''شاہی مرکز'' اصطلاح شہر کے جس حصے کے لیے استعمال کی گئی ہے کیا یہ اس حصے کا صحیح تذکرہ ہے؟ بحث کیجیے۔

7- ''کمل محل'' اور ''ہاتھیوں کے اصطبل'' جیسی عمارتوں کا فنِ تعمیر ہمیں ان کے بنانے والے حکمرانوں کے متعلق کیا بتاتا ہے؟

8- فنِ تعمیر کی کون سی روایات نے وجے نگر کے ماہر معماروں (آرکیٹیکٹ) کو متاثر کیا انھوں نے ان روایات کو کس طرح منتقل کیا؟

9- اس باب میں وجے نگر کے عام لوگوں کی زندگیوں کے مذکورہ مختلف بیانات میں سے کیا آپ کسی طرح کا انتخاب کر سکتے ہیں؟

نقشے کا کام

10- دنیا کے نقشے پر اٹلی، پرتگال، ایران اور روس کی نشاندہی کیجیے اور ان راستوں کو تلاش کیجیے جن کا ذکر صفحہ 176 پر سیّاحوں نے وجے نگر پہنچنے کے لیے کیا ہے۔

پروجیکٹ (کوئی ایک)

11- برّصغیر ہندوستان کے کسی ایک ایسے اہم اور بڑے شہر کا پتا لگایئے جو تقریباً چودھویں اور پندرھویں صدی میں آباد تھا۔ شہر کی فنِ تعمیر کی خصوصیات بیان کیجیے۔ کیا ایسی خصوصیات بھی ہیں جو ان کے سیاسی مرکز رہنے کی طرف اشارہ کرتی ہوں؟ کیا یہاں ایسی عمارتیں ہیں جو مذہبی رسوم کے لحاظ سے اہم ہیں؟ کیا یہاں تجارتی سرگرمیوں کے لحاظ سے کوئی علاقہ ہے؟ ایسی کون سی خصوصیات ہیں جو شہری خاکے کو قُرب و جوار کے علاقوں سے اسے ممتاز کرتی ہیں؟

© NCERT not to be republished

12- اپنے آس پاس کی کسی مذہبی عمارت کا دورہ کیجیے۔خاکوں کے ذریعہ اس کی چھت،ستونوں اور محرابوں کو اگر ہوں تو غلام گردشوں (برآمدوں)،رہ گذاروں (Passages)،ایوانوں،داخلی دروازوں،پانی کی فراہمی وغیرہ کا تذکرہ کیجیے۔ان سب کا موازنہ ویروپکش مندر کی خصوصیات سے کیجیے۔بیان کیجیے کہ عمارت کا ہر حصہ کس مقصد کے لیے استعمال میں لایا گیا ہے۔اس کی تاریخ سے متعلق تحقیق کیجیے۔

مزید معلومات کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ کیجیے:

وسندھرا فلیوزاٹ،2006 (طبع ثانی)
Vijaya Nagara
نیشنل بک ٹرسٹ،نئی دہلی

جارج مائیکل،1955
Architecture & Art of Southern India
کیمبرج یونیورسٹی پریس،کیمبرج

کے۔اے۔نیل کنٹھ شاستری،1955
A History of South India
آکسفورڈ یونیورسٹی پریس،نئی دہلی

برٹن اسٹین،1989
Vijaya Nagara (The New Cambridge History of India, Vol.1, Part 2)
فاؤنڈیشن بکس،نئی دہلی

مزید معلومات کے لیے اِس ویب سائٹ پر رابطہ کر سکتے ہیں:

http://www.museum.upenn.edu/new/research/Exp_Rese_Disc/Asia/vrp/html/vijay_Hist.shtml

© NCERT not to be republished